

شہر آسیب میں آنکھیں ہی نہیں ہیں کافی!

جادوگر جناب، لفظوں کا جادوگر، تلخ حقیقوں کو منفرد بلکہ حد درجہ مخصوص انداز میں بیان کرنے والا انسان۔ تعریف اور نکتہ چینی سے اوپر سوچنے کی استطاعت رکھنے والا شخص، حسن ثار کا ذکر کر رہا ہوں۔ ”بلیک اینڈ وائٹ“ نام کی کتاب انتہائی محبت سے موصول ہوئی۔ حسن ثار کے کالموں پر مبنی اس کتاب پر لکھاری نے جس شفقت سے میرا ذکر کیا ہے۔ اس کا حد درجہ شکر گزار ہوں۔ تحریر اور حیرت انگیز تحقیق میں تلخ نظر آنے والا انسان۔ اپنے دوستوں کے لئے صرف دھوپ سے بچانے والا سائبان ہے۔ عزت کرتا ہے اور عزت کروانے کا قرینہ بھی جانتا ہے۔ پوری زندگی میں حسن ثار سے صرف ایک ملاقات ہے۔ دس پندرہ منٹ کی۔ ان کو خیر بالکل یاد نہیں ہوگا۔ مگر طالب علم مبہوت ہو کر ان کی باتیں سننا رہا تھا۔ گوجرانوالہ کی پہچان، زاہد صاحب کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ اس قابل وقت میں بھی حسن ثار کی علمی اور لفظی گتھیاں کھوں گیا۔ یہ کوئی پندرہ برس پہلے کی بات ہے۔ رقم نے حسن ثار کی پیش تحریریں پڑھ رکھی ہیں۔ ٹی وی پر اگر چند پروگراموں میں سے کسی کا پروگرام سوچ سمجھ کر دیکھتا ہوں تو وہ صرف اور صرف حسن ثار ہے۔ اس مرد عجیب کی تحریریں اور باتیں عام فہم زبان میں ہوتی ہیں۔ مگر یہ قطعاً عامیانہ نہیں ہوتیں۔ حسن ثار کی تحریر اور تقریر میں اثر ہے۔ یہ صرف اس وقت برپا ہوتا ہے جب لکھنے والا بذات خود جھوٹ سے کوسوں دور ہو۔ حسن ثار میں یہ سچ بدرجہ اتم موجود ہے۔ مگر کیا یہ سوال جائز نہیں ہے کہ ہمارے جیسے ملک میں جہاں ریا کاری ایک فن بن چکا ہے۔ جہاں دروغ گوئی ترقی کرنے کا واحد راز ہے کہ رکھتی ہے۔ وہاں معدودے چند لوگوں میں ایک ایسا سرخیل بھی موجود ہے جو بغیر کسی ریا کاری کے سچ بولنے کی جرأت کر رہا ہے۔ کیا یہی ایک بات حسن ثار کو ممتاز نہیں بنادیتی۔ جہاں قلم بیچنے کے لئے جید ترین لکھاری موجود ہوں۔ جہاں مقتدر حلقوں سے ناجائز مراعات لینے والے قطار میں کھڑے ہوں۔ وہاں عمومی رویوں کی چیز پھاڑ کرنے والا ایک ایسا قلمی مجاز بھی موجود ہے جو کسی کا بھی کاسہ لیں نہیں ہے۔ حسن ثار جو ایک سیف میڈ آدمی ہے کس طرح اس غلاظت سے اوپر رہا ہے۔ یہ رو یہ بہترین نہیں، بلکہ قبل تلقید ہے۔

کسی استاد نے مجھے سمجھایا تھا کہ جن لکھاریوں، دانشوروں کو پسند کرو ان سے ملنے کی کوشش نہ کرنا۔ اس نصیحت پر عمل کرتا ہوں۔ مگر شروع شروع میں اس بات کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ مگر اب اس اصول پر کار بند ہوں۔ مگر حسن ثار کی بابت اس کیلئے پر عمل نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے کہ بحیثیت انسان، حسن ثار ایک بڑا انسان ہے۔ میرے چند بار ہمی دوست اکثر بتاتے رہتے ہیں کہ اس کا دستر خوان کتنا وسیع ہے۔ ڈاکٹر طارق جب بھی لندن سے آتا ہے تو حسن ثار کے گھر کا با سیلیق کھانا کا اکٹھڑ کر کرتا رہتا ہے۔ اب چند باتیں بلیک اینڈ وائٹ کتاب کے متعلق عرض کروں گا۔ حسن ثار کے کالموں کا یہ گلدستہ حد درجہ خوبصورت کا وہ ہے۔ چند اقتباسات پیش کروں گا۔

اردو کے سفر کی جھلکیاں: اردو زبان کے آغاز کے تین میں محققین نے جو مختلف آر اقائم کیں، ان کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ اردو داستانی ادب کے سرخیل میر امن دہلوی (1823ء) کے مطابق اردو زبان عہد اکبری (1556-1605) کے دوران وجود میں آئی۔ وہ ”باغ و بہار“ میں لکھتے ہیں کہ ”جب اکبر تخت پر بیٹھے تب چاروں طرف کے علاقوں سے سب اقوام قدر دانی اور فیض رسانی اس خاندان کی سن کران کے حضور آ کر جمع ہوئی لیکن ہر ایک کی بولی اور گویائی جدا جاتی ہے۔ آپس میں لین دین، سودا سلف، سوال جواب کرتے ہوئے ایک زبان اردو مقرر ہوئی۔ محمد حسین آزاد 1910ء ”آب حیات“ کے مصنف کی رائے میں اردو کا آغاز شاہ جہانی دور (1628-1658) میں ہوا، لکھتے ہیں۔ ”شاہ جہاں کے دور میں اقبال تیموری کا آفتاب عروج پر تھا۔ شہر اور شہر پناہ تعمیر ہو کرئی دہلی تعمیر ہوئی۔ بادشاہ اور ارکان دولت زیادہ تر وہاں رہنے لگے۔ اہل سیف، اہل قلم، اہل حرفة، اہل تجارت وغیرہ ملک اور شہر شہر کے آدمی وہاں موجود ہوئے اور ان کی بولی کا نام اردو پڑ گیا۔“ فورٹ ولیم کالج کے روح روائی ڈاکٹر گلکار اسٹ 1841ء نے اردو زبان کی تاریخ پر اپنی شہرہ آفاق کتاب ”Hindostani Philology“ میں ہندوستان پر امیر تیمور کے حملہ 1398ء کا اردو زبان کا نقطہ آغاز قرار دیا ہے۔

خوشخبریاں اور سازشیں: مندرجہ بالادنوں ”ایمان افروز“ خبروں کے بعد مجھے یقین ہو چکا ہے کہ اب تیراب سے دیا گیا غسل بھی گندگی کے اس ڈھیر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کیونکہ یہاں غیرت ہی نہیں، حیرت بھی مرچکی ہے کہ مکروہ ترین انکشافت پر بھی کسی کے کان پر جوں تک نہیں ریکٹی کیونکہ ہم جیسے ”غیوروں“ اور ”پاشوروں“ نے ہر قسم کے خبائش خوشدی سے قبول کر لئے ہیں۔ خوشخبریاں تو اور بھی بہت سی ہیں۔ مثلاً روشنیوں کے سابق شہر کراچی اور حوالہ کچرا نگر میں چپر اسیوں کی اسماں کے لئے اشتہار دیا گیا تو ایم فل نوجوان کی درخواستوں کے انبار لگ گئے کہ ایسا شہر کا رشتہ ہی کوئی اور معاشرہ پیش کر سکے لیکن اس پر بھی آبادی ٹوٹے ہوئے چھتروں کی طرح بڑھتی جا رہی ہے۔ کیونکہ ”یہ طن ہمارا ہے۔ ہم ہیں پاسباں اس کے“۔

مادر حربیت، بیگم جناح: محترمہ مریم کے مشاغل میں کتب بینی، موسیقی، قیمتی مبوسات شامل تھے اور پالتو جانوروں سے بھی بہت پیار کرتیں۔

وہ بہبیتی ایلیٹ کی سب سے خوش بہاس خاتون تھیں اور اکثر ایرین نامی ملازمہ اُن کے ساتھ ہوتیں۔ مریم جناح صاحبہ کو گھر سواری کا شوق بھی تھا۔ گھر میں بولی جانے والی زبان انگریزی تھی جبکہ فرانسیسی زبان سے بھی آشنا تھی۔ مطالعہ کے شوق کی تکمیل کے لئے وہ کتابیں خریدنے بہبیتی کی مشہور دکان ”تھیکر اینڈ کولمیڈ“ سے پسندیدہ کتابوں کی شاپنگ کرتیں۔ مریم جناح کا خواب تھا کہ ایک دن اپنی شاعری کی کتاب

منظر عام پر لا تیں گی لیکن زندگی کا سفر ہی بہت جلد ختم ہو گیا۔ ان کا ایک فیورٹ گیت تھا ”So deep is the nught“۔

شخصیت پرستی کا روگ: خوشامد جس کی خوراک بن جائے وہ انسان نہیں شیطان یا جانور میں تبدیل ہو جاتا ہے، خصوصاً اگر اس کے پاس ”طاقت“ بھی ہو۔ اس بات کی وضاحت ضروری ہو گی کہ شخصیت پرستی پر لکھتے ہوئے میرے ذہن میں صرف اور صرف لیڈر ز بلکہ ”سیاسی لیڈر“ ہیں ورنہ اگر کسی مصور، شاعر، ادیب، کھلاڑی، سگر، یکٹر کو دیوانگی کی حد تک چاہئے والے میسر آ جائیں تو وہ زیادہ سے زیادہ کیا کرے گا؟

ماڈرن میر جعفر و میر صادق:

نچاں دی اشنائی کوں فیض کے نہ پایا

گکر تے انگور چڑھایا ہر کچھا زخمایا

ہمارے صوفی شاعر کے اس شعر میں ”نچ“، لفظ غربتوں اور محرومیوں کے لئے نہیں، رویوں کے حوالہ سے ہے۔

ارطغرل غازی کا ابن عربی: ابن عربی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، جنگی عرب تھے اور عرب ہونے پر فخر کرتے تھے۔ آپ کا پورا نام شخخ اکرمی الدین محمد ابن العربی الحاطی الاطائی الاندیشی تھا۔ ابن عربی اندرس کے شہر مرسیہ میں 27 رمضان المبارک 560 ہجری (1165ء) کو ایک ایسے عزیم مفلک، ممتاز صوفی، محقق اور اک ایسے عارف تھے جنہیں اپنے زمانے کے مختلف علوم پر دسترس حاصل تھی۔ تاریخ تصوف میں آپ کو شخخ اکرم کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

کتاب کے چند اقتباسات سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ حسن ثار کس درجہ زرخیز ہن کا مالک ہے۔ اس کا ایک بھی کالم دوسرے کالم سے مضمون

کے حساب سے کیسا نہیں ہوتا۔ ادبی صلاحیت سے بھر پور حسن ثار وہ نشان ہے جو قلم کاروں کے لئے باعث عزت بھی ہے اور قابلِ فتح بھی۔ اب حسن ثار ہی کے ایک شعر پر اختتام کرتا ہوں۔

شہر آسیب میں آنکھیں ہی نہیں کافی

الا لکھو گے تو پھر سیدھا دکھائی دے گا